



۴۔ ہماری زبان

پنڈت برج موہن دتاتریہ کیفی

پہلی بات :

اُردو کے مشہور شاعر داغ دہلوی نے اُردو زبان کی تعریف کرتے ہوئے کہا تھا۔
اُردو ہے جس کا نام ہمیں جانتے ہیں داغ سارے جہاں میں دھوم ہماری زبان کی ہے
اُردو زبان مختلف زبانوں کے میل جول سے وجود میں آئی ہے اسی لیے اس میں ان زبانوں کی خوبیاں موجود ہیں۔ اس
زبان نے مختلف مذاہب اور علاقوں کے لوگوں کو جوڑنے کا کام بھی کیا ہے اس لیے یہ زبان نہ صرف ہمارے ملک میں بلکہ پوری دنیا
میں مقبول ہے۔ ذیل کی نظم میں اسے ہندو مسلم اتحاد اور قومی یکجہتی کا اعلیٰ نمونہ بتایا گیا ہے۔

جان پہچان :

پنڈت برج موہن دتاتریہ کیفی ۱۸۸۶ء میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے دہلی میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ اُردو، فارسی
اور عربی کے علاوہ ہندی اور سنسکرت زبانوں پر انھیں مکمل عبور حاصل تھا۔ انھوں نے شاعری بھی کی۔ ان کا اصل کارنامہ نثر میں لکھے
ہوئے وہ مضامین ہیں جو انھوں نے اُردو زبان و ادب اور لسانیات کے تحت مختلف موضوعات پر لکھے۔ وہ اُردو کے سچے پرستار اور
ہندو مسلم اتحاد کے زبردست حامی تھے۔ ’کیفیہ‘ اور ’منشورات‘ ان کے مضامین کے مجموعے ہیں۔

اُردو ہے جس کا نام ، ہماری زبان ہے
فروق کے ربط ضبط کا ہے اس سے انتظام
اُردو بنی ہے مسلم و ہندو کے میل سے
قوموں کے اتحاد کا یہ شاہکار ہے
اس سے ہی ملک میں وہ رواداریاں رہیں
بہنپا اس کو دوسری بھاشاؤں سے رہا
اُردو ہی دوستو ، وطنیت کی جان ہے
اس کو ہوا کسی سے ، نہ ہے رشک اور حسد
اپنے ہیں اس کو سب ، نہیں کوئی پرائے ہیں
ہے اس کو سب سے میل ، کسی سے نہیں ہے بیر

دنیا کی ہر زبان سے پیاری زبان ہے
قومی یگانگی کا ہے قائم اسی سے نام
دونوں نے صرف اس پہ دماغ اور دل کیے
کلچر کا اس کی ذات پہ دار و مدار ہے
شیخ اور برہمن میں وفاداریاں رہیں
اس نے کسی کو غیر نہ سمجھا کبھی ذرا
یہ یاد رکھو ، اس سے اخوت کی شان ہے
بغض اور کینے سے ہے بہت دور اس کی حد
وسعت ہے دل کی وہ کہ سب اس میں سمائے ہیں
افسوس کیوں نہ ہو ، اُسے کوئی جو سمجھے غیر

تاریخ ہند کی ہے وہ سرتاج آج تک

ہے اتحاد و اُنس کی معراج آج تک

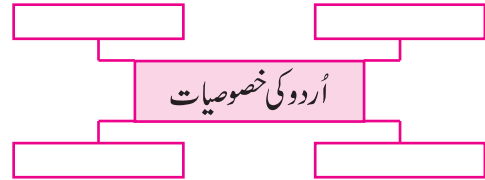
شاعر کہتا ہے کہ ہماری زبان اُردو تمام زبانوں سے زیادہ پیاری ہے۔ اس نے قوموں میں اتحاد پیدا کیا اور یہ زبان ہندوؤں اور مسلمانوں کے اتفاق و اتحاد کے نتیجے میں پیدا ہوئی ہے۔ ان دونوں قوموں نے اسے پروان چڑھایا ہے۔ یہ ہماری مشترکہ تہذیب کی بنیاد ہے۔ اُردو زبان نے دیگر زبانوں سے بھی دوستانہ تعلقات پیدا کیے ہیں۔ اسے کسی سے حسد اور دشمنی نہیں۔ اس کی وسعت کا یہ عالم ہے کہ اس کے دل میں سب کے لیے جگہ ہے۔ یہ زبان اتفاق و اتحاد کی معراج ہے۔

معانی و اشارات

Jealousy	جلن	حسد	Integrity	ایکتا	یگانگی
	کسی کے تعلق سے برے جذبات رکھنا	بنفس	Spend	خرچ کرنا	صرف کرنا
Cattiness, animosity			Masterpiece	کسی فن میں بہت اہم کام	شاہکار
Malice, grudge	دشمنی	کینہ	Culture	تہذیب، ثقافت	کلچر
Enmity	دشمنی	بیر	Dependence	انحصار ہونا	دار و مدار ہونا
Love, affection	محبت	اُلس	Tolerance	سب کو ساتھ لے کر چلنے کا مزاج	رواداری
Highest point, acme	بلندی، عظمت	معراج	Patriotism	وطن سے محبت	وطنیت
			Brotherhood	بھائی چارہ	اخوت

مشقی سرگرمیاں

- نظم کا بغور مطالعہ کیجیے اور دی ہوئی سرگرمیاں ہدایت کے مطابق مکمل کیجیے۔
- ذیل کے خاکے کو مکمل کیجیے۔



- ۱۔ اُردو ہے جس کا نام، ہماری زبان ہے
- دنیا کی ہر زبان سے پیاری زبان ہے
- ۲۔ اس سے ہی ملک میں وہ رواداریاں رہیں
- شیخ اور برہمن میں وفاداریاں رہیں
- ۳۔ ہے اس کو سب سے میل کسی سے نہیں ہے بیر
- افسوس کیوں نہ ہو اُسے کوئی جو سمجھے غیر
- نظم میں مذکور اُردو کی خوبیاں قلم بند کیجیے۔
- جنگِ آزادی میں اُردو کا کردار عنوان پر دس سطریں تحریر کیجیے۔
- ہندوستان میں بولی جانے والی زبانوں کی فہرست بنائیے۔
- قومی یکجہتی اور وطن کی آزادی سے متعلق اشعار تلاش کر کے لکھیے۔

- نظم سے متضاد الفاظ کی جوڑیاں تلاش کر کے لکھیے۔
- اُردو سے متعلق داغ دہلوی کا شعر تلاش کر کے لکھیے۔
- پہلے قافیہ کو دیکھ کر دوسرا قافیہ لکھیے۔
- ۱۔ انتظام :
- ۲۔ شاہکار :
- ۳۔ رواداریاں :
- ۴۔ جان :
- دوسری زبانوں سے اُردو کے بہناپے کی مثال دیجیے۔

تضاد (Antonym)

یہ اشعار پڑھیے۔

اس سے ہی ملک میں وہ رواداریاں رہیں
شیخ اور برہمن میں وفاداریاں رہیں
اپنے ہیں اس کو سب، نہیں کوئی پرے ہیں
 وسعت ہے دل کی وہ کہ سب اس میں سمائے ہیں
 آپ جانتے ہیں کہ خط کشیدہ الفاظ ایک دوسرے کی ضد ہیں۔
 جب شعر میں متضاد الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں تو اس طرح کے
 استعمال کو **تضاد (antonym)** کہا جاتا ہے۔
 پڑھی گئی نظموں اور غزلوں سے ایسے اشعار تلاش کر کے لکھیے
 جن میں تضاد کا استعمال کیا گیا ہو۔

مبالغہ (Hyperbole)

آپ شکیب جلالی کا یہ شعر پڑھ چکے ہیں۔

برا نہ مایے لوگوں کی عیب جوئی کا
 انھیں تو دن کا بھی سایہ دکھائی دیتا ہے
 اس شعر میں 'دن کا سایہ' دکھائی دینا ایسا واقعہ ہے جو کبھی واقع
 نہیں ہو سکتا مگر شاعر نے ایک بات یعنی اچھوں کو برا کہنے کی
 عادت کو بڑھا چڑھا کر کہا ہے۔ شعر میں جب کوئی ایسی بات کہی
 جائے کہ حقیقت میں جو واقعہ نہیں ہو سکتی، اسے **'مبالغہ'**
 (hyperbole) کہا جاتا ہے۔

❖ ذیل کے اشعار میں مبالغہ کے الفاظ تلاش کر کے لکھیے۔

لاکھ دینے کا ایک دینا ہے
 دل بے مدعا دیا تو نے
 مجھ گنہ گار کو جو بخش دیا
 تو جہنم کو کیا دیا تو نے

اضافی مطالعہ

شعر

دوستوں کی محفل تھی۔ بے تکلف گفتگو آہستہ آہستہ ہنسی مذاق کی
 جگہ ایک دوسرے پر طنز اور توہین میں بدل گئی۔ محفل سمٹ سمٹا کر
 بس دو دوستوں پر مرکوز ہو گئی۔ خوش کلامی کی جگہ بدکلامی نے لے
 لی۔ اس سے پہلے کہ کچھ اور پیش آئے، ایک صاحب نے سمجھ داری
 کا ثبوت دیتے ہوئے بات بدلنے کی کوشش کی اور مسکراتے ہوئے
 کہا، ”غالب کا ایک شعر سنیے۔“

پہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے
 تمھی کہو کہ یہ اندازِ گفتگو کیا ہے

بس یہ سننا تھا کہ پہلے صاحب کو کچھ احساس ہوا۔ وہ اپنے
 رویے پر شرمندہ ہوئے۔ حالات بے قابو ہونے سے بچ گئے۔

ایسا اکثر ہوتا ہے کہ ہم ایک دوسرے سے بات چیت کے
 دوران کوئی مناسب اور بر محل شعر بھی پیش کر دیتے ہیں کیونکہ شعر
 ہمارے جذبے اور احساس کو زیادہ متاثر کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ

ہم شعر کو بار بار سنتے، پڑھتے اور یاد بھی کر لیتے ہیں۔ نثر اور شعر کا
 فرق بہت واضح ہے۔ نثر میں بات تفصیل سے کہی جاتی ہے اور
 شعر میں اشارے اور اختصار کے ساتھ۔ لفظوں کی ایک خاص
 ترتیب سے شعر میں بات زیادہ پُر اثر ہو جاتی ہے۔
 ”شعر وہ کلام ہے جس میں لفظوں کی ایک خاص ترتیب یعنی
 موزونیت ہو اور اس سے لے، نغمگی اور اثر پیدا ہو جائے۔“

شعر کے دو حصے ہوتے ہیں۔ ہر حصہ مصرع کہلاتا ہے۔ پہلے
 مصرعے کو مصرعہ اولیٰ اور دوسرے کو مصرعہ ثانی کہتے ہیں مثلاً

ہے جستو کہ خوب سے ہے خوب تر کہاں (مصرعہ اولیٰ)
 اب دیکھیے ٹھہرتی ہے جا کر نظر کہاں (مصرعہ ثانی)
 سارے جہاں سے اچھا ہندوستان ہمارا (مصرعہ اولیٰ)
 ہم بلبلیں ہیں اس کی یہ گلستاں ہمارا (مصرعہ ثانی)